ختمِ نبوت

رَدِّ مرزائیت

تصنیف

امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز

(۱۲۷۲ھ — ۱۳۴۰ھ) (۱۸۵۶ء — ۱۹۲۱ء)

المکتبۃ النوشاھیۃ

دربار نوشاہی نوشہ پور شریف جی ٹی روڈ جہلم

السوء والعقاب علی المسیح الکذاب ○

قہر الدیان علی مرتد بقادیان ○

الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی ○

المبین ختم النبیین ○

ختم نبوت

ردِّ مرزائیت

تصنیف

امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز

(۱۲۷۲ھ — ۱۳۴۰ھ) (۱۸۵۶ء — ۱۹۲۱ء)

المکتبۃ النوشاہیہ

دربار نوشاہی نوشہ پور شریف جی ٹی روڈ جہلم

نام کتاب .... ختم نبوت (ردِّ مرزائیت)

تصنیف .... امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

ترجمہ .... شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ
شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

مقدمہ .... شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

زیر سرپرستی .... پیر سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی قادری

تصحیح .... مولانا حافظ محمد ظہیر بٹ

کمپوزنگ .... مولانا محمد اکرام اللہ بٹ

تخریج .... مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا محمد شہزاد ہاشمی

صفحات 120

ناشر .... المکتبۃ النوشاہیۃ، نوشہ پور شریف
دربار نوشاہی جی ٹی روڈ جہلم

قیمت ....

ملنے کے پتے

☆ .... مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔
☆ .... ضیاء القرآن پبلیکیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور۔
☆ .... شبیر برادرز، اردو بازار لاہور۔

پیش لفظ

الحمدللہ! اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزائنِ علمیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث، قدوۃ العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی علیہ الرحمہ (المتوفی ۲۶ اگست ۲۰۰۳ء) کی زیر سرپرستی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری کے ساتھ مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے جن میں بین الاقوامی معیار کے مطابق شائع ہونے والی مندرجہ ذیل عربی تصانیف خاص اہمیت کی حامل ہیں:

(۱) الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ)
مع الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ (۱۳۲۶ھ)
(۲) انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شئی (۱۳۲۶ھ)
مع التعلیقات حاسم المفتری علی السید البری (۱۳۲۸ھ)
(۳) کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ)
(۴) صیقل الرین عن احکام مجاورۃ الحرمین (۱۳۰۵ھ)
(۵) ہادی الاضحیۃ بالشاۃ الھندیۃ (۱۳۱۴ھ)
(۶) الصافیۃ الموحیۃ لحکم جلود الاضحیۃ (۱۳۰۷ھ)
(۷) الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ (۱۳۲۴ھ)
(۸) حُسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ)

مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ "العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" المعروف بہ فتاویٰ

مُردے ہیں زندہ نہیں، اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنابریں عیسٰی علیہ السلام کو بھی جبکہ نصارٰی خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ اُن کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں اُن کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

(۲) صاحب بخاری بروایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا ارقام فرماتے ہیں (منقول از مشارق الانوار، حدیث ۱۱۱۸):

لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مسٰجد۔[1]

اللہ تعالیٰ یہود ونصارٰی پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ نبی یہود حضرت موسیٰ ونبی نصارٰی حضرت عیسٰی علٰی نبینا وعلیہما الصلٰوۃ والسلام کی قبریں پُوجی جاتی تھیں۔

حسب ارشاد باری تعالیٰ عزاسمہٗ:

فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول[2]

پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ ورسول کے حضور رجوع کرو۔

آیاتِ الٰہیہ، احادیثِ نبویہ ثبوت مماتِ عیسٰی علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیونکر اُن کو زندہ مان لیا جائے۔؟

میں ہوں حضور کا ادنٰی خادم

شاہ میر خاں قادری رضوی غفرلہ ربہ — ۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

ساکن پیلی بھیت

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۷۷

[2] القرآن الکریم ۴ / ۵۹

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

الجواب:

(۱) قبلِ جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال وجواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہِ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائشِ دست وپا زدن ہو۔

قادیانی صدہا وجہ سے منکرِ ضروریاتِ دین تھا اور اُس کے پس ماندے حیات ووفاتِ سیدنا عیسٰی رسول اللہ علٰی نبینا الکریم وعلیہ صلوات اللہ وتسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں، جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر ۴ میں آئے گا کہ نزولِ حضرت عیسٰی علیہ السلام اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ ربِ عزوجل نے اُن کو اُس وقت وفات ہی دی، پھر اس سے اُن کا نزول کیونکر ممتنع ہوگیا؟ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیاتِ حقیقی دنیاوی وجسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اُس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون۔[1]

انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں، نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) معاذ اللہ کوئی گمراہ بددین یہی مانے کہ اُن کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہوگیا؟ وعدہ

وحرام علی قریة اهلکنها انهم لایرجعون[2]

[1] مسند ابویعلی مروی از انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۳۱۲ موسسہ علوم القرآن بیروت ۳ / ۳۷۹

[2] القرآن الکریم ۲۱ / ۹۵

اورحرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کردیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔

ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعدِ موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالیٰ:

فاماته الله مائة عام ثم بعثه[1]

تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کردیا۔

چاروں طائرانِ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالیٰ:

ثم اجعل علی کلّ جبل منهن جزءا ثم ادعهن یاتینک سعیا.[2]

پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے دوڑتے ہوئے۔

ہاں مشرکین ملاعنہ منکرینِ بعث اِسے محال جانتے ہیں اور دربارۂ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی بھی اُس قادرِ مطلق عز جلالہ کو معاذ اللہ صراحۃً عاجز مانتا اور دافع البلاء کے صفحہ ۳۴ پر یوں کفر بکتا ہے:

"خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کردیا ہے"۔[3]

مشرک وقادیانی دونوں کے رَد میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

افعیینا بالخلق الاول بل هم فی لبس من خلق جدید .[4]

تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شُبہہ میں ہیں۔

جب صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے نزول کی خبر دی اور وہ اپنی حقیقت پر ممکن وداخل زیرِ قدرت وجائز، تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

(۳) اگر وہ حکم افرد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعدِ استیفائے اجل کے لئے ہے، اُس سے پہلے

[1] القرآن الکریم ۲ / ۲۵۹ [2] القرآن الکریم ۲ / ۲۶۰

[3] دافع البلاء مطبوعہ ربوہ صفحہ ۳۴ [4] القرآن الکریم ۵۰ / ۱۵

اگر کسی وجہ خاص سے اماتت ہو تو مانعِ اعادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کے لئے ضرور اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے، قال اللہ تعالیٰ:

الم تر الی الذین خرجوا من دیارهم وهم الوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم[1]

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے اُن سے فرمایا مرجاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا۔

قتادہ نے کہا:

اماتهم عقوبة ثم بعثوا لیتوفوا مدة اجالهم ولو جاءت اجالهم مابعثوا .[2] (معنا)

اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کردیئے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں اگر ان کی مقررہ عمر پوری ہوجاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے۔

(۴) اس وقت حیات ووفاتِ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلاشبہہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفاتِ مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ، عیسٰی رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابنِ مریم کیونکر ہوسکا؟ قادیانی اُس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اِس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسٰی آپ تو نہ اتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا، اسے نزولِ عیسٰی فرمایا گیا اور اس کو ابنِ مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ:

یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولّی ونصله جهنم وساءت مصیرا.[3]

[1] القرآن الکریم ۲ /۲۴۳

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین الخ المطبعۃ المیمنیہ مصر ۲/۳۴۷

[3] القرآن الکریم : / ۱۱۵

ا۔ یعنی جو دین بذریعہ انبیاء بھیجا گیا وہ پاک ہے اور لائق قبول ہے اسے اختیار کرو۔ پھر میری عبادت کرو۔ کیونکہ عقائد اعمال پر مقدم ہیں۔ خیال رہے کہ امت گروہ و جماعت کو بھی کہتے ہیں اور گروہ کے حاکم یعنی امام کو بھی اور گروہ کے عقیدے یعنی دین کو بھی۔ یہاں تیسرے معنی میں ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ وہاں امت ۔ معنی امام ہے لہٰذا آیت صاف ہے۔ ۲۔ یعنی لوگوں نے آسمانی دین کو چھوڑ کر عقل سے مختلف دین گھڑ لئے۔ خود بھی بکھر گئے اور ان کے اعمال بھی جداگانہ ہو گئے۔ یہ سب سزا کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کے دینی اعمال مختلف رہے مگر ان کا یہ اختلاف بحکم الٰہی تھا جس میں ہزارہا حکمتیں تھیں وہ

وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ

اور میں تمہارا رب ہوں تو میری عبادت کرو ۱ اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے

كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

ٹکڑے کر لئے ۲ سب کو ہماری طرف پھرنا ہے ۳ تو جو کوئی کچھ بھلے کام کرے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾

اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں ۳ اور ہم اسے لکھ رہے ہیں ۴

وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں ۵

حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ

یہاں تک ۶ جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج ۷ اور وہ ہر

كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے اور قریب آیا سچا وعدہ

فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ یٰوَیْلَنَا

تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی ۸ کہ ہائے

قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۹۷﴾

ہماری خرابی بے شک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے ۹

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ

بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے

جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ

ایندھن ہو ۱۰ تمہیں اس میں جانا ۱۱ اگر یہ خدا ہوتے جہنم میں

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ

نہ جاتے ۱۲ اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا ۱۳ وہ اس

منزل ۴

ع

اختلاف پکڑ کا باعث نہیں۔ ان کا خود ساختہ اختلاف عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۳۔ یعنی جو ایمان لا کر نیک اعمال کرے اسے جزاء دی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کوئی نیکی قبول نہیں اور انشاء اللہ مومن کی نیکیاں برباد نہیں بلکہ اس کی محنت ٹھکانے لگے گی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کے کام رب کے کام ہیں' کیونکہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے' مگر رب نے فرمایا ہم لکھ رہے ہیں ۵۔ یہاں حرام ۔ معنی ناممکن ہے۔ اور لَا یَرْجِعُوْنَ حرام کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار ہلاکت کے بعد دوبارہ دنیا میں نیک کام کرنے کے لئے نہ آسکیں گے ابھی اس زندگی میں جو نیکی ہو سکے کریں' ایمان لائیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا معنی یہ ہیں کہ جو شقی ازلی ہیں' وہ حق کی طرف رجوع کرنے سے محروم ہیں ۶۔ یعنی کفار کا ہلاک ہوتا رہنا اس وقت تک ہو گا جب تک کہ یاجوج اور ماجوج نکلیں یہ اَهْلَكْنَا کی انتہا ہے۔ اور بھی اس کے مطلب بیان کئے گئے ہیں ۷۔ یاجوج ماجوج انسانوں کے دو قبیلے ہیں۔ اس قدر زیادہ ہیں کہ نو حصے یہ ہیں اور دسواں حصہ باقی سارے انسان جب وہ نکلیں گے تو تمام دریاؤں کا پانی پی جائیں گے۔ ۸۔ سخت دہشت و وحشت کی وجہ سے' اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مومن ایسی دہشت سے محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۹۔ یہ لوگ پہلے تو اپنے کو غافل کہیں گے پھر کہیں گے کہ نہیں ہم دیدہ دانستہ مشرک ہوئے تھے۔ لیکن اس وقت کا اقرار گناہ کام نہ آئے گا۔ ۱۰۔ یعنی وہ بے جان چیزیں جو مشرکین کی معبود ہیں جہنم میں جائیں گی جیسے چاند' سورج' تارے' بعض درخت و پتھر جن کی پوجا ہوتی ہے۔ مگر یہ چیزیں عذاب پانے کو نہ جائیں گی بلکہ انہیں عذاب دینے کو کیونکہ قصور تو مشرکوں کا ہے نہ کہ ان بے جان چیزوں کا۔ لہٰذا جن انبیاء کی پوجا کی گئی ہے جیسے عیسیٰ و عزیر علیہم السلام' انہیں اس آیت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ما غیر ذی عقل کے لئے آتا ہے۔ نیز ان نبیوں کی عبادت نہیں کی گئی بلکہ ان کے غلط فوٹوؤں اور صلیب وغیرہ کی پوجا کی گئی۔ واقعی وہ بھی دوزخ میں جائیں گی۔ ۱۱۔ ان معبود چیزوں کو دوزخ میں بھیجنے کے دو مقصد ہوں گے۔ ایک تو کفار کے عذاب میں زیادتی کہ وہاں کی بھی گرمی ہو اور سورج کی بھی تپش۔ دوسرے ان کفار کو ان چیزوں کی بے بسی دکھا کر ان کی عبدیت و بندگی ظاہر کرنا۔ یہاں دوسرے مقصد کا ذکر ہے کہ اگر یہ چیزیں رب ہوتیں تو خود دوزخ میں کیوں آتیں ۱۲۔ یعنی معبودوں کو بھی اور ان کے پجاریوں کو بھی۔ پجاری عذاب پانے کے لئے اور جھوٹے معبود سورج وغیرہ عذاب دینے کو